P. O. RGD. No. A 229

ہماری زبان

انجمن ترقی اُردو (ہند) علیگڈھ کا پندرہ روزہ اخبار

قیمت فی پرچہ ، دو آنہ — چندہ سالانہ دو روپیہ

جلد ۸ | یکم جون سنہ ۱۹۵۰ء | اڈیٹر قاضی عبدالغفار | ۱۴ شعبان ۱۳۶۹ ہجری | نمبر ۱۱

کچھ اپنی باتیں

انجمن کے مقاصد

انجمن کا نیا دور شروع ہونے کے بعد سے تعجب نہیں اگر انجمن کے حامیوں اور دوستوں کو یہ فکر تھی کہ اب انجمن کن مقاصد کو سامنے رکھ کر اور کن طریقوں اور تدبیروں کو اختیار کرکے میدان میں آئیگی ۔ ملک کے بدلے ہوئے حالات میں یہ فیصلہ ہو جانے کے بعد کہ آزاد ہندستان کی سرکاری زبان ہندی ہوگی اُردو کے حامی قدرتاً سوچنے لگے تھے کہ اب اُردو کی حفاظت اور ترقی کا کیا ڈھنگ اختیار کیا جائے ۔ بعض گوشوں میں تو اس مسئلہ کے متعلق کسی قدر بےصبری اور بے اطمینانی کا اظہار بھی ہونے لگا تھا ۔ ظاہر ہے کہ انجمن کے اراکین کی سوچی اور سمجھی ہوئی رائے کی اشاعت سے پہلے ہمارے لئے اس مسئلہ پر کسی قطعی بات کے کہنے کا کوئی محل نہ تھا ۔ ہم منتظر تھے کہ انجمن کے اراکین کا پہلا جلسہ عام ہو جائے اور وہ انجمن کے مقاصد اور اصول کار کا کوئی اعلان کردیں تو اوسی اعلان کو ہم تمام اون استفسارات کے جواب کی صورت میں پیش کردیں جو ہم سے کئے جا رہے تھے ۔ گذشتہ پہلی مئی کو اراکین کا جلسہ عام منعقد ہوا جسمیں ملک کے مختلف اطراف سے انجمن کے نصف سے زیادہ اراکین نے شرکت کی اور بڑی بات یہ ہے کہ تمام فیصلے متفقہ طور پر ہوئے ۔ یہ متفقہ فیصلے اس امر کی ضمانت ہیں کہ انجمن کے محاذ پر پوری ہم آہنگی اور اتحاد کے ساتھ کام ہوگا ۔ ہمارا یہ کہنا خود بینی پر محمول نہ کیا جائے کہ اسوقت ملک میں اُردو کی تحریک کا انجمن ہی سب سے بڑا ادارہ ہے اور وہ اپنے مالی اور دیگر وسایل کی وجہ سے جسقدر موثر طریقہ پر کام کر سکتی ہے کوئی دوسرا ادارہ نہیں کر سکتا ۔ انجمن کے اراکین نے کام کے ہر پہلو پر غور کرنے کے بعد جو بنیادی اصول قرار دیے انہیں ہم ذیل میں منظور کردہ میمورنڈم آف ایسوسی ایشن سے نقل کرتے ہیں

دفعہ (۲) ۔ انجمن کے مقاصد حسب ذیل ہونگے

(۱) اردو زبان اور ادب کی ترقی اور اوسکی آسان شکل "ہندستانی" پھیلانے کے لئے ہر ممکن ذریعہ سے کوشش کرنا ۔

(۲) اردو ادب کی معیاری (اونچی) اور عام پسند (آسان) کتابوں کو دیوناگری اور رومن حروف میں منتقل کرنا تاکہ ہندستان کی قومی زبان کی تعمیر میں اردو بھی شریک رہے ۔ (۳) دوسری ترقی یافتہ ہندستانی زبانوں کی معیاری اور عام پسند کتابوں کے ترجمے اردو زبان میں شایع کرنا ۔

(۴) ایسے ادبی اور سائنٹفک رسالوں کا شایع کرنا جو انجمن کے مقاصد کے لئے مفید ہوں ۔

(۵) ہندستان کی کسی زبان میں آرٹ سائینس، ادب اور دوسرے مضامین کی کتابوں اور لغت کو مرتب کرنا، تصنیف کرنا، ترجمہ کرنا اور شایع کرنا ۔

(۶) ایک کتاب گھر (پبلشنگ ہاوس) اور مطبع قایم کرنا ۔ (۷) انجمن کے صدر مقام پر ایک کتب خانہ قایم کرنا اور اوسمیں اردو کے قلمی نسخے، نادر کتابیں اور ہر زبان کی مطبوعات فراہم کرنا ۔

(۸) دوسرے پبلشرس اور کتب فروشوں کو انجمن کا ایجنٹ مقرر کرنا ۔

(۹) انجمن کی صوبائی شاخیں اور ہندستان کے بڑے شہروں میں مرکز قایم کرنا اور شاخوں کے کتب خانے اور اسکول قایم کرنے کے لئے امداد دینا ۔

ان مقاصد کا تجزیہ کیا جائے تو پہلی بات تو یہ واضح ہوتی ہے کہ انجمن نے اس حقیقت کو تسلیم کر لیا ہے کہ باوجودیکہ ایک سرکاری زبان معین ہو چکی ہے لیکن قومی اور عوامی زبان کی تعمیر کا کام ابھی باقی ہے اور اوسمیں اردو کی آسان اور عام فہم صورت کو وہی حصہ پانا چاہئے جسکی وہ مستحق ہے اسی لئے اردو کی آسان صورت کی ترویج اور ترقی پر زور دیا گیا ہے تاکہ ہندستان کی قومی زبان میں اردو اپنے اوسی مقام پر جو اوسے تاریخی حیثیت سے حاصل ہے قایم رہے ۔ اسی نقطہ نظر کے تحت دیوناگری اور رومن رسم الخط میں بھی اردو کی کتابوں کی اشاعت کو مقاصد میں شریک رکھا گیا ہے اسی طرح یہ بھی ضروری سمجھا گیا ہے کہ ہندستان کی دوسری ترقی یافتہ زبانوں کا لٹریچر اردو میں شایع کیا جائے تاکہ اون اجنبیت کی دیواریں توڑی جائیں جنہوں نے ہندستان کی لسانی اور تہذیبی تقسیم میں الگ الگ ریزرواٹ خانے بنا دئے ہیں ۔ یہ علیحدگی ایک مشترکہ قومی زبان کی تعمیر میں ہمیشہ حایل رہی ہے ۔ لیکن جب تمام ہندستانی زبانوں میں میل جول زیادہ ہوگا تو اس میل جول کا سب سے زیادہ فایدہ اردو ہی کو حاصل ہوگا جو اب بھی اس میل جول کی بہترین اور زندہ مثال ہے انجمن نے اپنے مقاصد میں ملک کے عام حالات اور زمانہ کے تقاضوں کو تسلیم کرکے اپنی حقایق شناسی کا ثبوت دیا ہے ۔ اوس نے اب اپنے کام کا میدان اتنا وسیع کر لیا ہے کہ وہ ہر سمت میں اپنا ایک محاذ قایم کر سکتی ہے اوس نے اردو زبان کو ایک جزیرہ بنا کر کسی ایک دایرے میں محدود کرنے سے انکار کر دیا ہے اور حقیقتاً اپنے اس دعوے کو زیادہ مضبوط کر لیا ہے کہ اردو کی عام فہم صورت ہی ہندستان کی قومی زبان کی مستحکم بنیاد بن سکتی ہے اسکے علاوہ انجمن نے مستقبل

کے تمام امکانات پر نظر رکھتے ہوئے رومن رسم الخط کو بھی اپنی اشاعتوں کے دائرے سے باہر رکھا ہے، نہیں کیا تاکہ زبان کے پھیلاؤ کا بین الاقوامی میدان بھی سامنے رہے۔

جہاں تک طریقہ کار کا تعلق ہے انجمن نے اپنے مقاصد میں اتنی گنجائش رکھی ہے کہ ضرورت کے وقت ہر مناسب تدبیر اختیار کی جا سکے۔

اب جبکہ اراکین انجمن کے منظور کردہ مقاصد ملک کے سامنے پیش کئے جا رہے ہیں ہمیں یقین ہے کہ کام کرنے والے لوگ موشگافیوں میں وقت ضائع کرنے کے بجائے انتشار خیال سے اپنا دامن بچا کر انجمن کی جدوجہد کے مرکزی نقطہ پر سمٹ آئینگے اور اس بات کو یاد رکھینگے کہ انجمن کے مقاصد اور اوسکا پروگرام محض شخصی خیالات کا عکس نہیں ہے بلکہ زبان کے مسئلہ پر سوچنے اور غور کرنے والوں کی اجتماعی فکر کا نتیجہ ہے اور یہ کہ انجمن کے ذمہ دار اراکین نے بغیر کسی اصولی اختلاف کے اور تمام حالات پر نظر رکھکر اپنی رائے قایم کی ہے۔ اگر کسی گوشہ میں کوئی ضمنی اختلاف موجود بھی ہو تو اوسے ایک بڑے مقصد کی خاطر نظرانداز ہونا چاہئے۔ ہمیں یقین ہے کہ انجمن کے اراکین ہر اختلافی رائے کا پورا پورا احترام کرتے ہیں، لیکن وہ اب بحث و مباحثہ میں اپنا وقت ضایع کرنا پسند نہ کرینگے۔ کام کا وقت ہے اور کام کرنا ہے۔ دو تین سال کے جبر یہ تعطل نے ہمارے کام کو جو نقصان پہنچا دیا ہے اوسکی تلافی کرنی ہے اور حوصلہ مندی کے ساتھ آگے بڑھنا ہے:

ہوا ہے جادہ پیما پھر کاروان ہمارا۔

"اردو سے ہمدردی"

ایک معاصر نے "اردو سے ہمدردی" کا عنوان قایم کرکے جو اداریہ لکھا ہے اوسکی ابتدائی سطریں حسب ذیل ہیں:-

"ہندی کو راشٹریہ بھاشا قرار دینے کے بعد ہندی کے حامیوں نے یہ لازم سمجھ لیا ہے کہ اردو کا نام و نشان مٹا ڈالنا ضروری ہے۔ تقریباً ہر جگہ اس ذہنیت کی کارفرمائی نظر آرہی ہے۔ اس یقین کے ماتحت کہ اردو محض مسلمانوں کی زبان ہے اس کو فنا کیا جا رہا ہے۔ بدقسمتی سے سیاسی حالات ایسے ہیں کہ اب مسلمانوں میں اردو کی حمایت میں عمل تو کیا معنے آواز اٹھانے کی بھی سکت نہیں۔ ان حالات میں اردو کی حفاظت اور بقا کی امید ہی کیا ہو سکتی ہے"۔ لیکن اداریہ میں "اردو سے ہمدردی" کا مواد کم نہیں ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ معاصر موصوف کی نیت میں اردو کی ہمدردی کے سوا اور کچھ نہیں۔ لیکن عبارت کا اغاز اور اٹھان بہت ہی غلط ہے۔ شروع کی پانچ سطریں بعد کے دو کالموں کے اثر کو غلط کر دیتی ہیں۔ اول تو عام طور پر یہ کہنا صحیح نہیں کہ ہندی کے تمام حامی اردو کا نام و نشان مٹا ڈالنا چاہتے ہیں۔ ہم ہندی کے ایسے بہت سے پریمیوں کو جانتے ہیں جو اردو کی حفاظت اور ترقی کے بھی خواہاں ہیں۔ اسکے علاوہ شکایت اور شکوہ کا کوئی محل نہیں، سرکاری زبان کا مسئلہ طے ہو چکا ہے لیکن قومی زبان کی تعمیر کے میدان میں ابھی عرصہ تک جدوجہد جاری رہیگی۔ قومی اور عوامی زبان کسی حکومت کے حکم سے نہیں بنا کرتی۔ عوامی زبان کو تو عوام ہی سند دے سکتے ہیں، اس میدان میں اردو کے لئے اگر پوری قوت سے کام کیا جائے تو عوام کی مرضی میں تو پہلے ہی اوسکی جگہ محفوظ ہے اور ہم اوسکے

مقام کو پہلے سے زیادہ مضبوط کر سکتے ہیں اگر جد و جہد کے صحیح طریقے اختیار کریں۔ شکوہ و شکایت کی دو صورتیں ہوتی ہیں۔ ایک وہ کہ ہم دوسروں کا شکوہ کریں اور دوسری وہ کہ ہم خود اپنی نا چاری کا شکوہ کریں۔ غور کیجئے تو ان دونوں پردوں میں اپنی ہی بے عملی اور کم حوصلگی منھ چھپائے ہوتی ہے۔

"اس بد قسمتی" کا شکوہ کہ "اب مسلمانوں میں اُردو کی حمایت میں عمل تو کجا صرف آواز اٹھانے کی بھی سکت نہیں" ہماری رائے میں حقیقت حال سے کوئی مناسبت نہیں رکھتا۔ ہمیں اس ۸ ماہ کی جد و جہد کا تجربہ یہ بتاتا ہے کہ اُردو کے حامیوں کی ایک بڑی تعداد ملک میں موجود ہے جو اُردو زبان کی خدمت کر رہے ہیں اور کرنا چاہتے ہیں۔ مایوسی کا جو لہجہ معاصر موصوف نے اختیار کیا ہے اوسکو خود ہی بعض مثالیں دیکر رد بھی کر دیا ہے۔ لیکن نفسیاتی حیثیت سے اس قسم کے شکست خوردہ خیالات کی اشاعت عوام کے حوصلوں کو کمزور کرتی ہے اور ہمارے معاصرین کو زبان کے مسئلہ میں اس طرز تحریر سے احتراز کرنا چاہئے۔ اُردو زبان سے اونکی سچی ہمدردی کا اقتضا یہ ہے کہ وہ اپنے پڑھنے والوں میں حالات اور مشکلات کا مقابلہ کرنے کی زیادہ سے زیادہ ہمت پیدا کریں۔

ہلکے ہلکے اشارے

حیدرآباد راجیہ ہندی پرچار سبھا کے معتمد صاحب نے اپنے ایک بیان میں ہندستانی پرچار پر اعتراض کرتے ہوئے فرمایا کہ

"ہندستانی" کوئی زبان نہیں پھر بھی کچھ ایسے لوگ باقی ہیں جو ہندستانی اور دونوں رسم الخط کی حمایت کئے جا رہے ہیں"

تعجب نہیں اگر معتمد صاحب بھول گئے ہوں کہ "کچھ ایسے لوگوں" میں جو ہندستانی اور دونوں رسم الخط کی حمایت کیا کرتے تھے کوئی صاحب وہ بھی تھے جن کا نام کرم چند گاندھی تھا۔ بیچارے سیدھے سادھے آدمی تھے اور لوگ کسی نہ کسی وجہ سے انہیں مہاتما کہنے لگے تھے۔ بڑی خرابی یہ ہوئی کہ ہندستانی کے متعلق یہ صاحب اپنی اس غلط رائے پر اصرار زیادہ کیا کرتے تھے۔ یہ کوئی دو ڈھائی سال پورانی بات ہے۔ اس لئے اگر وہ ایک ایسے بڑے آدمی کو جیسے کہ ہندی پرچار سبھا کے سیکریٹری ہو سکتے ہیں یاد نہ رہے تو تعجب کی کوئی بات نہیں!

یا ممکن ہے کہ سیکریٹری صاحب موصوف اپنے بیان میں اس نام کو اپنی زبان پر لاتے ہوئے کچھ شرمائے ہوں!! یہ دشواری ملک کے بعض نیتاؤں کے سامنے اکثر پیش آتی ہے! اس سے بچنے کے لئے حافظہ کی کمزوری ایک معقول عذر ہو سکتا ہے!!

وزیر اطلاعات مسٹر دیواکر نے کلکتہ میں صحافتی نمایندوں سے بات چیت کرتے ہوئے ہندی زبان کے متعلق آل انڈیا ریڈیو کی پالیسی کا ذکر کیا اور "زبان کی پاکی اور قواعد کے حامیوں کی جنونانہ روش" کی پر زور تردید کی۔ انہوں نے کہا کہ یہ لوگ زبانوں کے بن جانے کے بعد پیدا ہوئے ہیں۔ آج اگر ان کے نقطہ نظر سے جانچا جائے تو ویدوں اور انجیل کی زبان بھی بے قاعدہ ثابت ہوگی۔

—— آل انڈیا ریڈیو کا معاملہ کچھ ایسا ہے جس کے متعلق شاعر نے کہا تھا کہ

عجب عذاب دوگونہ است جان مجنوں را

ایک طرف سادہ اور آسان ہندی کو پسند کرنے والے لوگ شکایت کر رہے ہیں کہ مشکل لفظوں کو داخل کر کے ریڈیو زبان کو مشکل بنا رہا ہے اور دوسری طرف "زبان کی پاکی اور قواعد" والے پنڈت ناراض ہیں کہ ریڈیو کی ہندی شدھ نہیں! یہاں تک کہ وہ ریڈیو کا بائیکاٹ کرانے کی دھمکی دے رہے ہیں۔ پاکی اور ناپاکی کے درمیان میں ایک ذرا سا جزیرہ ہے جس پر ہمارے وزیر اطلاعات کھڑے ہوئے ہیں وہ ریڈیو کی زبان کو عام فہم رکھنا چاہتے ہیں تاکہ ریڈیو کی غرض پوری ہو

لیکن اسطرح کیا کہنی کہ جو لوگ سیاسی پاکستان کے مخالف ہیں وہی خود زبان کا ایک پاکستان بنا رہے ہیں۔ بیچاری اردو کا تو ذکر ہی کیا سرکاری زبان ہندی کا ماتھہ اسقدر دھویا جا رہا ہے کہ وہ رگڑتے رگڑتے سیاہ ہوا جا رہا ہے!

اکھیل بھارتیہ ہندی ساہتیہ سمیلن کے صدر پنڈت چندر بلی پانڈے نے دہلی میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ "ہند میں ادب کی ترقی جب ہی ہو سکتی ہے جبکہ مختلف زبانوں کو ترقی کرنے کے مواقع حاصل ہوں۔ ہندی زبان کو کسی خاص علاقہ کے عوام کی مرضی کے بغیر ٹھونسنا خود ہندی کے لئے مضر ہوگا ہندی کے شیدائیوں کو چاہئے کہ وہ دوسری زبانوں کے الفاظ کو اپنی زبان کے اندر جذب کرنے کا جذبہ پیدا کریں۔ آل انڈیا ریڈیو کی زبان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ہندستانی تمدن کا مطلب ویدانت تمدن نہیں بلکہ موجودہ تمدن ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ آل انڈیا ریڈیو اس خدمت کو نہ بھلائے جو اردو زبان نے ملک و قوم کے ادب کی کی ہے۔ ہمیں تو شری پانڈے کوئی غلط قسم کے ادبی معلوم ہوتے ہیں جو ویدانت تمدن پر موجودہ تمدن کو ترجیح دیتے ہیں اور سال عیسوی ۱۹۰۰ میں اردو زبان کی خدمات کا ذکر کر رہے ہیں اور وہ بھی ہندی ساہتیہ سمیلن کے پلیٹ فارم پر۔

نرخنامہ اشتہارات

	فی اشاعت	۳ ماہ	۶ ماہ	ایک سال
¼ صفحہ	4/8	25/-	45/-	80/-
½ صفحہ	7/-	40/-	75/-	130/-
¾ صفحہ	12/-	60/-	100/-	150/-
پورا صفحہ	20/-	100/-	175/-	300/-

چیتے صفحہ پر نام کے دونوں طرف جو جدولیں ہیں ان کا نرخ فی جدول فی اشاعت دس روپیہ ہوگا۔

مہتمم: ہماری زبان، انجمن ترقی اردو، علیگڑھ

اپنے دیس کی خبریں

دہلی میں یوم غالب

اردو مجلس دہلی کی طرف سے ۳۱ مئی اور یکم جون کو یوم غالب منایا گیا۔ ۳۱ مئی کی شام کو غالب کے مزار پر نواب صاحب پٹودی، انور صابری، عزیز وارثی اور خیر بہوروی نمایندہ انجمن ترقی اردو ہند نے پھولوں کی چادر چڑھائی۔ اس موقع پر شہر کے تمام بڑے بڑے لوگوں نے شرکت کی۔ یہ رسم حمیدہ سلطان صاحبہ کی نگرانی میں ادا ہوئی۔ موصوفہ غالب کے خاندان سے تعلق رکھتی ہیں اور اردو مجلس کی جنرل سکرٹری ہیں۔

شب میں مزار غالب سے تھوڑے فاصلے پر بزم مشاعرہ منعقد ہوئی سردار نجیب اللہ خاں صاحب سفیر افغانستان نے اس اجتماع کی صدارت فرمائی۔ یکم جون کو عربک کالج کے ہال میں مجلس مقالات کا جلسہ ہوا جس کی صدارت علامہ دتاتریہ کیفی نے فرمائی۔ اس مجلس میں کیفی صاحب مولانا حفظ الرحمان صاحب مولانا عبدالرزاق ملیح آبادی کی تقریریں اور خیر بہوروی صاحب کا مقالہ "غالب کی تصویر" خصوصیت سے ذکر کے قابل ہیں۔

امید کی جاتی کہ غالب کی یاد میں یہہ اجتماع مستقل طور پر سالانہ ہوا کریگا۔

اردو سبھا

۶ مئی کی شب کو لالہ دیش بندھو گپتا مالک اخبار تیج کی کوٹھی پر اردو سبھا کی طرف سے پاکستان کے صحافتی وفد کے خیر مقدم کی تقریب میں ایک مشاعرہ زیر صدارت پنڈت برجموہن

دفتر یہ کیفی صاحب ہوا - بہت سے شعراء نے اپنا کلام سنایا - حضرت کیفی نے اپنی صدارتی تقریر میں فرمایا کہ صحافت کا سلسلہ ادھر ادب سے اور ادھر سیاست سے ملا ہوا ہے - صحافت چونکہ وسیع معنی میں ادب کا ایک شعبہ ہے اس لئے ادب اپنی ترقی اور اصلاح کے لئے نقد و نظر کا دست نگر ہے - اسی طرح سیاست کی کوئی اہم تدبیر و تجویز پروان نہیں چڑھ سکتی جب تک صحافت اسکی تائید میں نہ ہو کیونکہ صحافت رائے عامہ کی پرداز بنانے والی اوراسکی آئینہ دار ہے -

ارباب صحافت کی ذمہ داریاں بہت اہم اور وقیع ہیں - صحافت کے تعاون کے بغیر بڑے سے بڑے مدبروں کی پالیسی بھی سرسبز نہیں ہوسکتی-اس بارے میں مجھے زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں کیونکہ جب سے آپ دھلی میں تشریف لائے ہیں صحافت کے سیاسی پہلو اور دھلی میں بڑے وزیروں کی قرار داد کو کامیاب بنانے سے متعلق بہت کچھ گفت و شنید ہوچکی ہے - ہماری اردو سبھا ایک خالص ادبی انجمن ہے اس لئے میں صرف چند ادبی امور کی طرف اشارہ کرونگا جو آپکی اور ہماری دونوں کی توجہ چاہتے ہیں -

آپ جانتے ہیں کہ پاکستان پریس کے ایک حصے میں یہ شکایت عام ہے کہ جب یہ اعلان ہوچکا کہ پاکستان کی سرکاری زبان اردو ہوگی تو انگریزی کو دفتروں سے خارج کیوں نہیں کیا جاتا - آپ نے سنا ہوگا یہاں یہ شکایت ہے کہ جس ہندی کو نئے آئین میں سرکاری زبان قرار دیا گیا ہے وہ ایک ایسی زبان ہے کہ اسے سنسکرت کے پورے پنڈت ہی سمجھ سکتے ہیں- جنکی مادری زبان ہندی ہے وہ اس زبان کو سمجھنے سے قاصر ہیں - پھر ہندوستان میں پندرہ برس کی شرط کے ساتھ اور پاکستان میں بلا شرط میعاد انگریزی سے برابر کام لیا جارہا ہے- میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ موجودہ رجحانات اور غیر موافق فضا کے باوجود ہم کو یہ خوف تو ہرگز نہیں کہ ہندوستان میں اردو کا یا ہندستانی کا مستقبل تاریک ہے - اور پاکستان میں اگر عربی اور فارسی نے اردو پر قبضہ غاصبانہ جمالیا تو پھر وہاں اردو اردو نہیں رھے گی- بہر حال سب حالات پر نظر رکھ کر بہت سے محتاط مفکر اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ مدرسوں اور دفتروں میں انگریزی کی بیخ کنی کا جہاد فی الحال روک دینا چاہئے- اور ھندی کو بے ضرورت سنسکرت کا زیر بار نہیں کرنا چاہئے - آپ یہ سنکر خوش ہونگے کہ پارلیمنٹ کی قرار داد سے قطع نظر ہماری مرکزی حکومت کے اعلی طبقہ کا جہاں تک تعلق ہے اس کا سلوک اردو کے ساتھ بھی معاندانہ نہیں بلکہ ھمدردی اور بہی خواہی کا ہے-

معاملات کا معاشرتی پہلو ضرور آپ کی نظر میں ہوگا کہ باہمی سیاسی سمجھوتے کتنے ہی مضبوط اور صدق دل سے کیوں نہ ہوں ان کے نتیجے ہندوستان اور پاکستان کی لسانی ہم آہنگی اور ادبی اتحاد سے ضرور متاثر ہوں گے- اس غرض سے ہمارے اکثر ادبی ادارے اردو مستقبل سے متعلق اپنے لایحۂ عمل میں ترمیم کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں -

کلیان

حسب اعلان حضرت شیخ صفا کے عرس کے تیسرے روز ایک محفل مشاعرہ زیر صدارت عالی جناب منیر الہ آبادی منعقد ہوئی عطائے صدارت کے بعد ناظم مشاعرہ جناب فرحت گونڈوی کے کلام سے مشاعرہ کی ابتدا ہوئی- مصرع طرح حسب ذیل تھا-

"ذرا سی بات بھی تم سے میری مانی نہیں جاتی،،

مقامی شعراء میں سے ناز - خالد - لطیف - آزاد - زخمی - عظیم - صدیق - مجید - عزیز - اور محمود وغیرہ نے شرکت فرمائی - علاوہ ازیں بیرونی شعراء بھی کافی تعداد میں مدعو کئے گئے تھے - جن میں فیضی - ظریف - بیتاب - تسلیم -

محمود درانی، تابش، درمان، کلیم، مہر وغیرہ حضرات قابل ذکر ہیں۔

اس دور میں جب کہ اردو علم و ادب کا سفینہ باد مخالف کے طوفانی تھپیڑوں میں ھچکولے کھا رہا ہے، اس قسم کے اجتماعات کی اشد ضرورت ہے، یہہ مشاعرہ کلیان کی ادبی تاریخ میں سنہری حرفوں سے لکھنے کے قابل تھا۔ خصوصاً انجمن ترقی تعلیم کلیان سے میری التجا ہے کہ کلیان میں انجمن ترقی اردو کو وجود میں لائیں، اور اس کے ماتحت ایک اردو دار المطالعہ بھی ہو جس کی عوام شدت سے ضرورت محسوس کر رہے ہیں۔

بستی

انجمن ترقی اردو کا سالانہ اجلاس زیر صدارت بابو دولت رام استھانا ایڈوکیٹ ایک وسیع شامیانہ میں ۳۰ اپریل کو صبح آٹھ بجے شروع ہوا۔ صدارتی تقریر کے بعد قاضی محمد عدیل عباسی صدر انجمن ترقی اردو نے رپورٹ کارگزاری پڑھی۔ مقالات اور نظموں کے بعد جناب حیات اللہ انصاری ایڈیٹر قومی آواز نے ایک معرکہ آرا تقریر فرمائی جس میں آپ نے اردو ادیبوں کی توجہ مہاتما گاندھی کے فلسفہ کی طرف دلائی اور آھنسا نے جس طاقت کا مظاہرہ کیا ہے اس سے ادیبوں کی بے توجہی اور لا علمی پر اظہار افسوس کیا آپ نے فرمایا کہ پندرہ سال قبل پریم چند نے اس جانب رہنمائی کی تھی کہ ادب کو منطق سائنس اور ٹھوس حقیقتوں کا آئینہ دار ہونا چاہئے بجائے لوگوں نے اس کا مضحکہ اڑایا مگر رفتہ رفتہ یہہ خیال مستولی ہوتا گیا ادیب ہر چیز کو جانچتا اور پرکھتا ہے اور کسی چیز کو منطقی دلیل کے بغیر تسلیم نہیں کرتا۔ دنیا میں کارل مارکس کی تعلیم آئی اور اس نے بھی نوع انسان کی بڑی خدمت انجام دی لیکن اس کے بعد گاندھی کا فلسفہ آیا۔ اور اس نے دنیا میں ایک نیا انقلاب کیا کہا گیا ہے کہ جادوگر تنکے کو ھلا سکتا ہے تو امکان ہے کہ وہ ھمالیہ پہاڑ کو اٹھا کر سمندر میں پھینک دے۔

جلسہ نے بہ اتفاق رائے یہہ قرارداد منظور کی کہ۔

انجمن ترقی اردو کا یہہ جلسہ حکومت ہند کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہے کہ اس نے چالیس ہزار روپیہ سالانہ کی رقم تین سال کے لئے انجمن ترقی اردو (ہند) کو بطور امداد عطا فرمائی ہے۔ اور اپنے صوبہ کی حکومت کا بھی شکریہ ادا کرتا ہے کہ اسنے اردو کی ترقی و بقا کے لئے صوبہ کی لائبریریوں کو اردو کی معتدبہ کتابیں فراہم کی ہیں اور زبان اردو کو پرائمری درجات میں ذریعہ تعلیم بنانے اور اونچے درجات میں بطور دیگر زبان تعلیم دئے جانے کا حکم جاری کیا ہے۔ یہہ جلسہ ضلع کے حکام تعلیم اور پریسیڈنٹ ڈسٹرکٹ بورڈ بستی سے اپیل کرتا ہے کہ وہ حکومت کے احکام اور منشا کی تعمیل میں ضلع کے پرائمری مدارس میں جو طلباء اردو کو ذریعہ تعلیم بنانا چاھتے ھیں ان کو پوری پوری سہولت دیں اور اس سلسلہ میں جو دقتیں محسوس ہو رہی ہیں ان کو رفع کریں۔ حسب ذیل قرارداد بھی منظور ہوئی:۔

انجمن ترقی اردو بستی کا یہہ جلسہ اردو کے تمام پریمیوں سے درخواست کرتا ہے کہ وہ ھندی پڑھیں اور سیکھیں اور اس طرح اردو زبان کو اور زیادہ وسیع بنانے کی راہیں پیدا کریں۔

یہہ جلسہ تمام پبلک سے یہہ اپیل کرتا ہے کہ وہ ضلع کے اندر انجمن ترقی اردو بستی کی شاخ قایم کریں اور اردو کی تعلیم اور اسکی ترقی کے لئے مکاتب اور دار المطالعہ قایم کریں۔

نیز حکومت یو پی سے اپیل کی گئی کہ وہ ھندستانی اکاڈمی کے شعبہ اردو کو قایم رکھے۔

جناب تمیم کریانی جناب نانک چند عشرت اور مضطر لکھنوی نے درمیان میں اپنا کلام سنایا۔

رات میں مشاعرہ کی ایک محفل منعقد ہوئی جس میں مقامی اور بیرونی شعراء نے اپنا کلام پیش کیا۔

بنارس

۱۴ - مئی کو حضرت نذیر بنارسی کے مکان پر ایک مخصوص ادبی نشست ہوئی جس میں ہندی اور اردو کے مشہور ادیبوں نے حصہ لیا

جوہر بنارسی کا یہ شعر بہت پسند کیا گیا

عصمر کی فرصت تو ملی ہے لیکن
تخریب کی تلوار ہے اب تک ننگی

حضرت نذیر نے ایک گیت سنایا جو بہت پسند کیا گیا

ظفر الاسلام صاحب بی - اے سکریٹری انجمن ترقی اردو بنارس اور اشتیاق صاحب نے خصوصیت سے اپنے مخصوص لب ولہجے کی کافی داد حاصل کی۔

ہندی کے جرات خیال اور نئی ڈگر پر چلنے والے شاعر " ساحی جی " نے جو گیت سنایا ہے اس کے ٹیپ کا یہ مصرعہ تھا

" میں آج سولی دھرتی کا ابھلاشی "

اس جلسے میں ایک دوسرے کے خیالات پر رائیوں کا اظہار بھی کیا گیا۔

الہ آباد کو اگر اس بات پر فخر ہے کہ وہاں گنگا اور جمنا کا سنگم ہے تو بنارس اس بات پر اپنا سر اونچا کرے گا کہ یہاں " ہندی اردو کا سنگم بن رہا ہے۔

بمبئی

بزم غالب بمبئی کا طرحی مشاعرہ بروز شنبہ مورخہ ۲۰ مئی ۱۹۶۰ء شیکو بھنڈی بازار میں زیر صدارت خان بہادر علامہ احمد شبلی منعقد ہوا۔

مصرعہ طرح یہ تھا

انھی انکھوں سے دیکھی تھی بہار زندگی میں نے

علی گڑھ

اردو زبان کی ترقی اور اشاعت کے پیش نظر محلہ بنی اسرائیلان کے اردو ہمدردوں نے ایک دارالمطالعہ قایم کیا ہے جس میں کئی ایک اخبار اور رسالے منگائے جاتے ہیں - اس کے عہدے دار حسب ذیل ہیں :-

۱. مولانا عبدالشاہد خان صاحب شروانی صدر
۲. محمد خلیل الرحمن سالک (علیگ)
۳. مولوی محمد مونس صاحب اسرائیلی خازن

" آثار ابو الکلام آزاد "

(از قاضی عبدالغفار)

حضرت مولانا آزاد کی علمی زندگی اُن کی نفسیاتی زندگی سے الگ کوئی چیز نہیں ہے۔ جس وقت اس کتاب کی ترتیب کا خیال آیا تھا تو مقصد صرف اتنا ہی تھا کہ حضرت مولانا کی شخصیت کا خود اُن کے ادب کے آینہ میں جو عکس نظر آتا ہے اُسے پیش کیا جائے لیکن پبلشرز کے اصرار پر اس ادبی تبصرہ میں سوانح عمری کے ایک باب کا بھی اضافہ کرنا پڑا۔

بہرحال کتاب کی روح اُس کا وہی حصہ ہے جس میں حضرت مولانا کے ادب کے آینہ میں اُن کی جینیس کے عکس کو پکڑنے کی کوشش کی گئی ہے - اردو زبان کے ادب میں اس قسم کا " مطالعہ " بہت ہی کمیاب ہے۔

قیمت چھ روپیہ

مہتمم انجمن ترقی اردو - علی گڑھ

باہتمام سید عزیز حسین عزیز نے مسلم یونیورسٹی پریس چھپا اور قاضی عبدالغفار صاحب پبلشر نے صدر دفتر انجمن ترقی اردو علی گڑھ سے شائع کیا -